قواعد الحدیث واصطلاحاتہ

تالیف

آیۃ اللہ علامہ مظہر علی شیرازی دامت برکاتہ

ناشر

مئوسسہ جواد الائمہ (ع)

قواعد الحدیث واصطلاحاتہ

تالیف:

آیۃ اللہ علامہ سید مظہر علی شیرازی دامت برکاتہ

ناشر: موسسہ جواد الائمہ (ع)

التماس دعا. ذاکر ملک محسن عباس
عیسیٰ خیل ۔ ولایت علیؑ ۔عزاداری
مظلوم کربلاؑ ، فضائل و مصائب محمدؐ
آل محمدؑ کے متعلق پی ڈی ایف کتب
حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں
واٹس ایپ 03014406905

فہرست مطالب

مقدمہ...۵

باب اول حدیث کی اقسام.................................۱۳

باب دوم کن لوگوں کی روایت قبول ہے اور کن کی قبول نہیں ہے...... ۲۹

باب سوم تحمل حدیث اور اس کے نقل کے طرق کے بیان میں...... ۳۵

باب چہارم در اصطلاحات متفرقہ.........................۳۸

خاتمہ علم رجال کی ضرورت...............................۴۱

ائمہ طاہرین علیہم السلام کے بعض وکلاء کے نام...............۴۷

اصول رجالیہ..۴۹

نام: قواعد الحدیث واصطلاحاتہ

تدوین وترتیب: آیۃ اللہ علامہ سید مظہر علی شیرازی دام ظلہ

تاریخ: ۱۴۲۹

قیمت:

ناشر: مؤسسہ جواد الائمہ (ع) پاکستان

برائے بلندی درجات وایصال ثواب والدین واقرباء مرحومین

ڈاکٹر سید کلب حسین نقوی و پروفیسر حکیم سید ریاض حسین نقوی / التماس سورۃ الفاتحہ

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

حدیث کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے قرآن کے بعد دوسرا منبع، علم حدیث ہے. حدیث اور حدیث کے اثبات کے لیے محدثین اور علماء علم رجال نے اصول اور قواعد بیان فرمائے ہیں. یہ رسالہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس رسالہ میں جن کتب اور رسائل سے استفادہ کیا گیا ہے ان میں سے سب سے بیشتر استفادہ، شہید ثانیؒ کی کتاب الدرایۃ سے کیا گیا ہے بلکہ اسی کی روشنی میں اور ترتیب کے لحاظ سے متن میں مختصر تصرف اور اضافات کے ساتھ تحریر کیا ہے. جس میں مختصراً علم درایت اور حدیث کی اقسام، ضروری قواعد اور اصطلاحات، بیان کی گئی ہیں. نیز خاتمہ میں علم الرجال کے متعلق، مفید مطالب اور نکات کو ذکر کیا ہے تاکہ اردو زبان والے بھی اس علم سے آشنا ہو جائیں حقیر نے اس رسالے کا نام قواعد الحدیث واصطلاحاتہ رکھا ہے امید ہے کہ قارئین اس رسالہ سے بخوبی استفادہ مدد حاصل کرسکیں گے.

خداوند متعال بحق محمد وآل محمد علیہم السلام سب کو حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے.

والسلام علی من اتبع الھدی

خادم علوم آل محمد علیہم السلام

سید مظہر علی شیرازی

حوزہ علمیہ قم المقدسہ

۲۰ رشعبان المعظم ۱۴۲۸ھ ق

علم درایت

علم درایت کی تعریف: لغت میں درایت کا معنی علم اور اطلاع ہے شاید یہ مطلق علم سے اخص ہو کیونکہ دقت سے علم کا نام ہو۔

علم درایت کی اصطلاحی تعریف: علم الدرایة علم يبحث فيه عن سند الحديث و متنه و كيفية تحمله و اداب نقله۔ (۱)

علم درایت وہ علم ہے جس میں حدیث کی سند اور متن اور حدیث کے تحمل کرنے کے بارے میں اور حدیث کو نقل کرنے کے آداب کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔

علم درایت کا موضوع: علم درایت کا موضوع حدیث کی سند اور اس کا متن ہے۔

علم درایت کی غایت: معتبر روایات کو غیر معتبر سے تمیز دینا۔ البتہ علم رجال کی غایت بھی یہی ہے۔

علم رجال: وہ علم ہے جس میں حدیث کے راویوں کے حالات کے بارے میں بحث کی جاتی ہے جن حالات کا ان کے قول کے قبول کرنے یا رد کرنے کے بارے میں دخل ہوتا ہے مثلاً راوی کا عادل یا ثقہ ہونا ضابط ہونا وغیرہ۔

علم رجال اور علم درایت کا فرق: یہ دونوں علم حدیث کی سند اور متن کے بارے

---

(۱) الوجیز فی الدرایۃ، تالیف: حاجی محمد [illegible] قدس سرہ

میں ہیں اس فرق کے ساتھ کہ علم رجال، حدیث کی سند کے بارے میں بحث کرتا ہے اور درایت حدیث کے متن کے بارے میں بحث کرتا ہے۔ ہاں بعض مسائل کو علم درایت میں ذکر کیا گیا ہے حالانکہ ان کو علم رجال کے مسائل میں ذکر ہونا چاہئے تھا جیسے ثقات کے مشائخ، ثقہ ہیں یا کہ نہیں۔ یہ علم درایت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ علم رجال کا مسئلہ ہے۔

متن حدیث کی تخریج: محدثین کی اصطلاح میں متن حدیث کی تخریج، حدیث سے موضع حاجت کو نقل کرنے کا نام ہے.

اخراج: پوری حدیث کو نقل کرنے کا نام ہے.

اصول اور کتب سے سند اور متن کے حوالے سے پوری حدیث کی تخریج یہ ہے کہ ان سے متفق علیہ یا جس کی طریق سب سے اصح ہو یا متن کے حوالے سے اُجدی یا ہر باب میں غرض کے لئے اہم اور موافق تر ہو کے استخراج کا نام ہے. اور اس کے مقابلے میں اخراج ہے یعنی ان کتب اور اصول سے جیسے بھی نقل کر دیا جائے. (۱)

خبر اور حدیث کا فرق

علم درایت میں خبر اور حدیث ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں وہ کلام جو قول معصوم اور فعل معصوم وتقریر معصوم کی حکایت کرتا ہے اس کو خبر اور حدیث کہتے ہیں. (۲)

---

(۱) الرواشح والسماویہ ص ۱۶۲.

(۱) اہل سنت کے نزدیک حدیث کی تعریف. جو چیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منقول ہو. اہل سنت کے نزدیک حدیث کا دائرہ ضیق ہے اور ہمارے نزدیک حدیث کا دائرہ وسیع ہے یعنی پیغمبر کے ساتھ ائمہ طاہرین علیہم السلام کا قول وفعل اور تقریر بھی حدیث کے زمرے میں شامل ہے. جیسا کہ تعریف سے معلوم ہے.

نوٹ: کبھی حدیث اس کو کہا جاتا ہے جو معصوم سے وارد ہوئی ہو.

اور خبر جو غیر معصوم سے وارد ہوئی ہو، اور اثر ان دونوں سے مطلقاً اعم کو کہتے ہیں.

یعنی خواہ معصوم سے وارد ہو یا غیر معصوم سے.

ہر حدیث میں سند، اسناد اور متن پایا جاتا ہے (اگر چہ کبھی سند حذف کر دی جاتی ہے)

سند: حدیث تک پہنچنے کا سلسلہ اور طریق کا نام ہے.

الاسناد: سند کو بیان کرنے کا نام ہے کبھی سند کو بھی اسناد کہا جاتا ہے.

المتن: حدیث کے الفاظ جو معنی پر دلالت کرتے ہیں. بعبارت دیگر سند کے ختم ہونے کے بعد کلام کے حصے کو متن کہا جاتا ہے.

خبر: جس میں بذات خود صدق اور کذب کا احتمال پایا جاتا ہو قطع نظر اس کے کہ قائل صادق ہو یا کاذب ہو. پس ہر خبر واقع میں یا سچی ہے یا جھوٹی.

اور کبھی صدق و کذب، خود خبر سے ہٹ کر، امور خارجیہ کی وجہ سے معلوم ہو جاتا ہے. جیسے تواتر سے یا نبی اور امام کا خبر دینا. یا خبر کا محفوف بالقرائن ہونا.

خبر کی دو قسمیں ہیں خبر متواتر و خبر واحد

خبر متواتر جس کے راوی کثرت میں اس حد تک پہنچ گئے ہوں کہ عادتاً ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو. اور روایت کے ہر طبقہ میں تواتر پایا جاتا ہو. البتہ خبر دینے والوں کے لئے کسی خاص عدد کی شرط نہیں ہے.

تواتر مفید علم ہوتا ہے جب درج ذیل شرائط پائی جائیں.

١۔خبر سے پہلے سامع (سننے والا) خبر کے مدلول سے باخبر نہ ہو ورنہ تحصیل حاصل لازم آئے گی.

٢۔سامع کا ذہن شبہ سے صاف ہو ایسا شبہ جو تواتر کے مدلول سے منافات رکھتا ہو.

٣۔خبر دینے والوں کا اسناد حس کی طرف ہو، حدس (اندازہ، تخمینہ) اور استدلال عقل سے نہ ہو.

تواتر دو طرح کا ہوتا ہے. تواتر لفظی و تواتر معنوی.

تواتر لفظی یعنی ہر خبر میں ایک طرح کے بعینہ الفاظ پائے جاتے ہوں.

تواتر لفظی شریعت میں بہت پایا جاتا ہے. جیسے فریضہ نماز نماز کی رکعات، صوم، حج، زکواۃ وغیرہ

تواتر معنوی: ایک طرح کے الفاظ نقل نہ ہوئے ہوں بلکہ مختلف الفاظ کے ساتھ وہ خبر نقل ہوئی ہو.

خبر واحد: خبر واحد وہ ہے جو تواتر کی حد تک نہ پہنچی ہو. اور اس کی چند قسمیں ہیں.

خبر مستفیض: وہ خبر ہے جس کے ہر طبقہ میں دو یا تین سے زائد راوی ہوں اور اس کو مشہور بھی کہا جاتا ہے.

*نوٹ:١:خبر مستفیض اور مشہور کے درمیان بھی فرق بیان کیا جاتا ہے مستفیض وہ ہے جس کے رواۃ (راویوں) کی تعداد ابتداء سے انتہاء (آخر) تک ہر طبقہ میں برابر ہو. اور مشہور اس سے اعم کو کہتے ہیں.

۲۔ خبر غریب: جس میں ایک راوی ہو.

۳۔ خبر مقبول: جس پر علماء نے عمل کیا ہو اور وہ ان کے نزدیک مقبول ہو گئی ہو.

۴۔ مردود: جس کو کسی راوی میں مانع کی وجہ سے یا متن میں یا کسی اور جہت سے علماء نے ترک کر دیا ہو.

۵۔ مشتبہ: وہ خبر ہے کہ جس کا حال راوی کے حال کی وجہ سے مشتبہ ہو.

تذکر: اس علم میں احادیث کے متون اور ان کی دلالت پر بحث نہیں کی جاتی مگر نادر بلکہ اس میں حدیث کی قوت وضعف وغیرہ کے وہ اوصاف جن کی برگشت رواۃ کے اوصاف کی طرف ہے عدالت وضبط ایمان کے اعتبار سے یا اسناد کے حوالے سے اتصال ،انقطاع، ارسال وغیرہ کے حوالے سے بحث کی جاتی ہے.

نوٹ: خبر واحد کی حجیت کے بارے میں علماء اختلاف رکھتے ہیں جیسے سید مرتضیؒ خبر واحد کو حجت نہیں سمجھتے اور اکثر فی الجملہ اس کی حجیت کے قائل ہیں.

باب اول

حدیث کی اقسام

حدیث کی چار قسمیں ہیں اور باقی انواع انہی کی طرف پلٹتی ہیں.

۱۔صحیح: یعنی سب طبقات میں جس کی سند عادل شیعہ اثنا عشری سے معصوم کے ساتھ متصل ہو.(۱)

تو اس بناء پر اگر کسی طبقہ میں سند مقطوع ہو تو اسے خبر صحیح نہیں کہا جائے گا اگر چہ اس کے دوسرے راوی عادل ہی کیوں نہ ہوں. مخفی نہ رہے کہ سند کی صحت یا (حسن) سے یہ لوزم نہیں آتا کہ حدیث کا متن، مدعیٰ پر تاما دلالت کر رہا ہو. اس نکتہ سے غفلت کی وجہ سے کئی ایک بزرگان سے مختلف مقامات پر لغزشیں ہوئی ہیں مناظرین اس نکتہ پر خصوصی توجہ رکھیں.

۲۔حسن: وہ حدیث ہے جس کی سند معصوم کے ساتھ ممدوح امامی (شیعہ) جس کی عدالت پر نص نہ ہو کے ساتھ متصل ہو خواہ سب طبقات میں ہو یا بعض میں. اگر روایت

---

(۱) اہل سنت کے نزدیک صحیح حدیث کی تعریف یہ کہ جس کے سب راوی عادل اور تام ہوں سند متصل ہو. معلول اور شاذ بھی نہ ہو. اہل سنت، اپنے مخالف جو عادل ہو اور اس کا خلاف کفر کی حد تک نہ ہو اصح اقوال کے اس کی روایت کو بھی قبول کرتے ہیں اس اعتبار سے ان کی احادیث صحیحہ کثیر ہو جائیں گی نیز وہ عدالت میں عدم ظہور فسق کو کافی جانتے ہیں اور مسلمان کے ظاہر حال پر بناء رکھتے ہیں تو اس بناء پر ہمارے نزدیک حسنہ اور موثقہ روایات ان کے نزدیک صحیح ہیں.

کی سند میں ایک ممدوح غیر موثق پایا جائے تو وہ روایت حسن کہلائے گی اگرچہ اس کے دوسرے راوی عادل امامی ہوں.

خلاصہ یہ کہ سند کی طریق کے صفات میں نتیجہ تابع اخس ہوگا. یعنی اگر ایک راوی بھی ضعیف یا غیر امامی یا غیر عادل ہو تو اسی کے اعتبار سے حدیث کو سمجھا جائے گا.

تذکر: حسن حدیث کو قبول کرنے کے بارے میں علماء اختلاف رکھتے ہیں. بعض، حسن حدیث پر عمل کرتے ہیں اور بعض مطلقاً رد کرتے ہیں اور بعض تفصیل کے قائل ہیں. شیخ الطائفہ شیخ طوسی بعض حسن روایت پر مطلقاً عمل کرتے ہیں جیسا کہ ان کے عمل سے ظاہر ہے اور اکثر علماء نے روایت کے قبول کرنے میں ایمان اور عدالت کی شرط لگائی ہے جیسا کہ علامہ حلی نے اپنی کتب اصولیہ وغیرہ میں اس چیز پر یقین کیا ہے. شہید ثانیؒ فرماتے ہیں عجب ہے شیخ طوسی پر انہوں نے بھی اپنی کتب اصول میں ایمان اور عدالت کی شرط لگائی ہے. لیکن اس کے باوجود کتب فروع اور حدیث میں ان کے غرائب پائے جاتے ہیں کبھی تو وہ خبر ضعیف پر مطلقاً عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ اخبار صحیحہ کو بھی خبر ضعیف کے ساتھ تخصیص لگا دیتے ہیں اور کبھی خبر ضعیف کو اس کے ضعف کی وجہ سے رد کر دیتے ہیں اور کبھی خبر صحیح کو رد کر دیتے ہیں چونکہ یہ خبر واحد ہے جو علم وعمل کا موجب نہیں ہے.(۱)

اور کبھی شاذ روایت پر بھی عمل کر لیتے ہیں.(۲)

---

(۱) الدرایہ للشہید الثانی ص ۲۶.

(۲) الدرایہ للشہید الثانی ص ۲۵.

تنبیہ: شاہ عبدالعظیم حسنی جن کا مزار، ری، تہران۔ میں ہے ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کی روایت حسن ہے چونکہ وہ ممدوح ہیں اور ان کی توثیق منصوص نہیں ہے۔

اقول: یہ گفتار انتہائی مستہجن اور قبیح ہے، شاہ عبدالعظیم کا نسب مبارک چار واسطوں سے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ عبدالعظیم بن عبداللہ بن علی بن الحسن بن زید بن الحسنؑ بن علی بن ابی طالبؑ.(۱)

محدث قمی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ کی عظمت شان اور جلالت مقام اظہر من الشمس ہے کیونکہ وہ جناب اس کے علاوہ کہ خاتم الانبیاء کی نسل میں ہیں، اکابر علماء۔ زہاد عباد اور صاحبان ورع وتقویٰ میں ان کا شمار ہوتا ہے امام جواد علیہ السلام اور حضرت امام ہادی علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے ان سے بے حد قریبی رابطہ اور تعلق رکھتے تھے۔ ان سے بہت سی حدیثوں کی روایت کی ہے۔

وہ کتاب خطب امیر المومنین علیہ السلام و کتاب یوم ولیلہ کے مؤلف ہیں وہی وہ ہیں جنھوں نے اپنے دین کو اپنے زمانہ کے امام حضرت ہادی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا تھا اور حضرت نے ان کی تصدیق کی تھی اور فرمایا تھا یا ابا القاسم "ھذا واللہ دین اللہ الذی ارتضاہ لعبادہ فاثبت علیہ ثبتک اللہ بالقول الثابت فی الدنیا والاخرۃ." اے ابو القاسم! یہ بخدا دین خدا ہے جس کو خدا نے بندوں کے لئے پسند کیا ہے اس پر ثابت قدم رہے خدا آپ کو ثابت رکھے قول ثابت پر دنیا اور آخرت میں.(۲)

---

(۱) ابن بابویہ نجاشی وغیرہ نے ان کو عابد، ورع اور مرضی کہا ہے کما فی جامع الرواۃ والرواشح السماویۃ۔

(۲) مفاتیح الجنان مترجم ص ۱۰۳۶۔۱۰۳۷۔

محمد شیخ عباس قمیؒ نیز لکھتے ہیں کہ صاحب بن عباد نے عبدالعظیم کے علم کے بارے میں لکھا ہے کہ روایت کی ہے ابوتراب رویانی سے کہ میں نے ابوحماد رازی سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں سر من رای میں امام نقی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور میں نے اسے اپنے تمام مسائل حلال وحرام کو دریافت کیا انھوں نے میرے مسائل کے جوابات دیئے پھر جس وقت میں ان سے رخصت ہونے لگا اور باہر نکلنے لگا تو فرمایا اے حماد جب تمہارے لئے دین کا کوئی امر مشکل در پیش ہو تو شہر رے میں تو اس کے بارے میں عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے سوال کرنا اور ان تک میر اسلام پہنچا دینا.(۱)

شاہ عبدالعظیم حسنی کا اپنے عقائد پیش کرنے والی روایت میں ہے کہ امام نقی علیہ السلام نے انھیں فرمایا: "انت ولینا حقاً" کہ حقاً تو ہمارا دوست ومددگار ہے.(۲)

ابن بابویہ اور ابن قولویہ نے معتبر سند کے ساتھ روایت کی ہے ایک ری کا آدمی امام نقی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا امام نے اس سے پوچھا کہ کہاں تھے اس نے کہا کہ زیارت کے لئے امام حسین علیہ السلام کے ہاں گیا تھا امام نے فرمایا کہ اگر تم عبدالعظیم کی قبر کی زیارت کر لیتے جو تمہارے قریب ہے تو اس شخص کی طرح ہوتے جس نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہو.(۳)

محقق میر داماد اپنی کتاب میں تحری فرماتے ہیں: "وفی فضل زیارته روایات متضافرة فقد ورد، من زار قبره وجبت له الجنة".(۴)

---

(۱) مذکورہ حوالہ ص۱۰۳۸.

(۲) کتاب التوحید ص۸۱، بحار الانوار ج۳، ص۲۶۸۔ جامع احادیث الشیعہ ج۱، ص۵۶۰.

(۳) ثواب الاعمال ۱۲۴ باب ثواب زیارہ قبر عبدالعظیم الحسنی بالری. مفاتیح الجنان ص۱۰۳۸، ۱۰۳۹.

(۴) الرواشح والسماویہ، ص۸۶ طبع دار الحدیث قم.

شاہ عبدالعظیم حسنی، کی زیارت کی فضیلت میں متضافر روایات پائی جاتی ہیں اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ان کی قبر کی زیارت کرلے اس پر جنت واجب ہے۔

ان کی زیارت میں یہ جملہ بھی زائرین پڑھتے ہیں یا سیدی و ابن سیدی اشفع لی فی الجنة اے میرے سردار اور میرے سردار کے فرزند میرے لئے شفاعت کیجئے جنت کی، اس لئے کہ آپ کا خدا کے ہاں مرتبہ، مقام ہے۔(۱)

جن کا یہ مرتبہ اور مقام ہو کیا ان سے روایت کی صحت کے لئے یہ کافی نہیں ہے؟

مقام میں اصح، ارجح، اصوب، اقوم یہ ہے کہ (ان کی) جہت سے سند، صحیح بلکہ صحت کے بلند مرتبہ میں محسوب ہوگی جیسا کہ محقق جلیل میر داماد نے بھی یہی فرمایا ہے۔(۲)

۳۔ موثق: وہ خبر ہے جس کے سلسلہ سند میں فاسد العقیدہ شخص پائے جاتے ہوں جن کی توثیق پر علماء نے صراحت کی ہو۔ اس خبر کو قوی بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ باقی سند کے افراد ضعیف نہ ہوں وگرنہ وہ ضعیف محسوب ہوگی لجهة اتباعه للاخس۔

تذکر: مخفی نہ رہے کہ کبھی امامی راوی جس کی نہ تعریف کی گئی ہو اور نہ ہی مذمت اس کو بھی خبر قوی کہا جاتا ہے۔

خبر موثق کے قبول کے بارے میں علماء کے تین قول ہیں بعض نے مطلقاً قبول کیا ہے اور بعض نے مطلقاً رد کیا ہے اور بعض کے نزدیک تفصیل ہے کہ اگر علماء کے درمیان مشہور ہے تو قبول ہے ورنہ نہیں۔

---

(۱) مفاتیح ص ۱۰۳۱۔

(۲) الرواشح السماویہ ص ۸۷۔

۴۔ ضعیف:(۱) جس میں خبر صحیح، حسن اور موثق کی شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے۔ یعنی خبر کی سند میں فاسق وغیرہ ہو۔ یا مجہول الحال یا وضاع (حدیث کو گھڑنے والا) وغیرہ ہو۔

مخفی نہ رہے کہ ضعف کے درجات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کسی سند میں ایک راوی ضعیف ہو اور کسی کی سند میں زیادہ ضعیف ہوں تو یہ کثرت ضعف والی روایت اضعف ہو جائے گی۔ اسی طرح صحیح، حسن اور موثق کے درجات بھی متفاوت ہوتے ہیں۔

اور قوت کا اثر تعارض حدیثین کے وقت ظاہر ہوتا ہے جب کہ دو حدیثیں اپنے مدلول کے اعتبار سے ٹکرا جائیں تو اقوی الحدیثین جو ان دو حدیثوں میں زیادہ قوی ہو اس کو لے لیا جاتا ہے اور دوسری کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

تذکر: ممکن ہے کہ کسی حدیث کی سند ضعیف ہو تو آپ یہ کہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے تو اس سے مراد اس کی سند ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے نہ یہ کہ اس کا متن ضعیف ہے ممکن ہے کہ یہی حدیث کسی دوسری صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو۔

---

(۱) اکثر علماء، قصص، مواعظ اور فضائل اعمال میں ضعیف روایت (جو حد وضع تک نہ پہنچی ہو) پر عمل کو جائز سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور محقق علماء کے نزدیک قاعدہ تسامح فی ادلۃ السنن مشہور و معروف ہے۔ مثلاً اگر کسی ضعیف روایت میں کسی عمل کے ثواب کا ذکر آیا ہو تو اس روایت سے عمل کا استحباب مشہور فقہاء کے نزدیک ثابت ہو جاتا ہے اگرچہ اس روایت کی سند ضعیف (یا وہ روایت مرسل ہی) کیوں نہ ہو۔ چنانچہ صحیح روایت میں منقول ہے کہ جس کو کسی عمل کا ثواب حضور سے پہنچا ہو اور وہ حضور کا فرمان سمجھ کر اس پر عمل کرے تو اس کو وہ ثواب دیا جائے گا اگرچہ رسول خدا نے نہ بھی فرمایا ہو اور بقصد رجاء (ثواب کی امید سے) بجالانا سب فقہاء کے نزدیک صحیح ہے۔ علم اصول میں دو قولوں میں سے ایک قول کی بناء پر کسی جامع الشرائط فقیہ کے فتوٰی سے بھی استحباب ثابت ہو جاتا ہے۔ تہذیب الاصول تالیف آیۃ اللہ سبزواری ج ۲، ص ۱۷۰۔

خبر ضعیف پر عمل کرنے کے بارے میں علماء اختلاف رکھتے ہیں، اکثر علماء نے مطلقاً خبر ضعیف پر عمل کرنے کو نا جائز قرار دیا ہے۔

اور دوسرے علماء نے جائز قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ وہ روایت شہرت روائی رکھتی ہو یعنی کتب حدیث میں علماء نے اس کو ذکر کیا ہو یا یہ کہ اس خبر ضعیف کے مضمون پر فقہی کتب میں علماء نے فتوی دیا ہو۔ یعنی عمل علماء کے ساتھ سند کے ضعف کا جبران ہو جائے گا۔

نیز مخفی نہ رہے کہ جناب شہید ثانی فرماتے ہیں کہ یہ شہرت، شیخ طوسی کے زمانے سے پہلے محقق ہو۔ اور ایسی شہرت محقق نہیں ہے شیخ طوسی نے اپنی فقہی کتب میں ضعیف روایات پر عمل کیا ہے ان کے بعد آنے والے اکثر علماء نے ان کی تقلید کی ہے اور خود تحقیق نہیں کی۔ پھر متاخرین علماء نے جب دیکھا کہ اسی ضعیف روایت پر عمل مشہور ہے تو وہ اس شہرت کو شہرت جابر سمجھ بیٹھے اگر کوئی منصف اور محقق دقت کرے تو اس چیز کی بازگشت کو شیخ طوسی کی طرف پائے گا اور اس طرح کی شہرت، خبر ضعیف کے جبران کے لیے کافی نہیں ہے۔(۱)

جب روایت میں عن ابی جعفر، وارد ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد امام باقر علیہ السلام ہیں اور اگر ابو جعفر ثانی وارد ہو تو مراد امام محمد تقی علیہ السلام ہیں اور کبھی ابو جعفر مطلق استعمال ہوتا ہے لیکن اس سے مراد بھی امام تقی علیہ السلام ہوتے ہیں تمیز، رجال کے ذریعہ حاصل ہوگی۔

جب روایت میں عن ابی عبد اللہ وارد ہو تو اس سے مراد امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں اور اسی طرح اگر عن ابی اسحاق وارد ہو تو بھی مراد امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

---

(۱) الدرایۃ، ص ۲۸۔

اگر روایت میں عن ابی الحسن وارد ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مراد ہیں.

اور اگر عن ابی الحسن الثانی وارد ہوا ہو تو مراد امام علی رضا علیہ السلام ہیں.

اور اگر عن ابی الحسن الثالث وارد ہو تو مراد امام علی نقی علیہ السلام ہیں.

اور کبھی مطلق استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد امام علی رضا علیہ السلام یا امام علی نقی علیہ السلام ہوتے ہیں تعیین، رجال کے ساتھ ہو سکتی ہے.

جب روایت میں عن ابی ابراہیم یا العبد الصالح یا عن الفقیہ وارد ہو تو اس سے مراد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں. امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے زمانے میں شدت تقیہ اور خوف کی وجہ سے آپ کے شیعہ، آپ کا نام نہیں لے سکتے تھے آپ کی کنیت اور القاب سے انھیں یاد کرتے تھے.

روایت میں کبھی فقیہ کا اطلاق ہوتا ہے اور اس سے مراد قائم ہیں اور کبھی فقیہ سے مراد امام عسکریؑ ہوتے ہیں.

اور جب روایت میں عن الرجل کہا گیا ہو تو ظاہراً اس سے مراد بھی امام عسکریؑ ہیں.

اور جب روایات میں عن صاحب الناحیۃ وارد ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت قائم، امام مہدی علیہ السلام ہیں.(۱)

---

(۱) نقد الرجال ج ۵، ص ۳۱۶، ۳۱۷.

حدیث کی ایک اور تقسیم

حدیث کے لئے جن اوصاف کا ذکر گذرا اس کے علاوہ اور اوصاف بھی ہیں جن میں اقسام اربعہ (خبر صحیح، حسن، موثق اور ضعیف) شریک ہیں. اور بعض اوصاف ضعف کے ساتھ مختص ہیں.

مشترک اوصاف

۱۔ مسند: وہ خبر ہے جس کی سند مرفوعا معصوم تک متصل ہو.

۲۔ متصل: اس کو موصول بھی کہتے ہیں جس کی سند معصوم یا غیر معصوم تک متصل ہو.

۳۔ مرفوع: جس کی نسبت قول و فعل سے معصوم تک دی گئی ہو یعنی روایت میں کہا جائے کہ معصوم علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے یا ایسا فعل انجام دیا ہے.

۴۔ معنعن: جس کی سند میں کہا جائے فلان عن فلاں عن فلاں.

۵۔ معلق: وہ خبر ہے جس کی ابتدائے سند سے ایک یا زیادہ راویوں کا ذکر حذف کر دیا گیا ہو اگر سند میں اسماء محذوفہ کا کوئی ثقہ عالم مانند شیخ طوسی تہذیب، استبصار میں یا محمد بن یعقوب کلینی ذکر کر دیں یا ایسے شخص کا ذکر کر دیں جس کو انہوں نے نہ پایا ہو پھر اس سند کو جس کو انہوں نے پایا ہو کتاب کے آخر میں ذکر کر دیں تو اس صورت میں محذوف، مذکور کے حکم میں ہونگے. پھر سند کو اس کی شرائط کے ساتھ ملاحظہ کیا جائے گا.

اور اگر محذوف السند معلوم نہ ہو تو وہ مرسل کے حکم میں ہوگی.

۶۔ مفرد: جس روایت کا راوی کوئی خاص شخص یا معین افراد کسی معین شہر کے

ہوں، جیسے کوفہ، بصرہ،

۷۔مدرج: وہ جس میں بعض راویوں کی کلام درج ہو گئی ہو جس سے گمان یہ ہو کہ پوری حدیث معصوم سے ہے.

۸۔مشہور: وہ خبر ہے جو صاحبان حدیث کے نزدیک شائع ہو یعنی اس کو بہت راویوں نے نقل کیا ہو.

۹۔غریب: جس روایت کا ایک راوی ہو کبھی اس کو شاذ بھی کہتے ہیں.

۱۰۔مصحف: تصحیف کبھی راوی میں ہوتی ہے. جیسے حریز سے جریر، برید سے یزید.وغیرہ

اور کبھی متن حدیث میں ہوتی ہے جیسے سین سے شین

۱۱۔عالی السند: جس میں رواۃ کا واسطہ کم ہو جب کہ سلسلہ سند معصوم کے ساتھ متصل ہو.

۱۲۔شاذ: جس خبر کا راوی خود ثقہ ہو لیکن جس خبر کو نقل کر رہا ہو وہ اکثر رواۃ کے مخالف ہو. بعبارت دیگر شاذ حدیث وہ ہوتی ہے جو خود تو صحیح ہو لیکن مشہور کے مخالف ہو.

شاذ روایت کو بعض، مطلقا ردّ کرتے ہیں اور بعض علماء مطلقا قبول کرتے ہیں.

۱۳۔مسلسل: جس میں اسناد کے رواۃ میں تتابع، صفت یا راوی کی حالت قول وفعل وغیرہ کے حوالے سے پائی جائے.

جیسے اخبرنا فلان واللہ. آخر سند تک اسی طرح کہے. اخبرنا فلان واللہ. یا کہے فلاں نے ہمیں خبر دی ہے جب کہ وہ کسی چیز پر ٹیک لگائے ہوئے تھا تا آخر سند.

۱۴۔مزید: وہ خبر جس میں کبھی خبر کے متن میں زیادتی پائی جاتی ہو جو کہ دوسری

خبر میں نہ ہو اور کبھی سند میں ایسا ہو. مثلاً کوئی خبر تین راویوں پر مشتمل ہو اور خبر مزید میں چار راوی پائے جائیں

۱۵۔ مختلف: وہ دو خبریں ہیں جن میں ظاہراً معنیٰ میں تضاد پایا جاتا ہو اور اس کا حکم یہ ہے کہ جب ان کو جمع کرنا ممکن ہو اگرچہ بعید تاویل کے ساتھ جمع کیا جائے. اور یہ علم حدیث کے اہم فنون سے ہے اور یہ کام اہل بصیرت سے محقق علماء کا کام ہے.

۱۶۔ ناسخ اور منسوخ: ناسخ وہ ہے جو سابق حکم شرعی کے رفع پر دلالت کرے اور حکم مرفوع کو منسوخ کہتے ہیں.

جس طرح قرآن مجید میں نسخ پایا جاتا ہے اسی طرح احادیث میں بھی نسخ پایا جاتا ہے لیکن احادیث میں نسخ صرف، نبویؐ احادیث میں ہے ان کے بعد نسخ نہیں ہے۔ (۱)

۱۷۔ غریب لفظی: وہ خبر ہے جس کا متن پیچیدہ الفاظ ''جو کہ سمجھ سے دور ہوں'' پر مشتمل ہو.

۱۸۔ مقبول: وہ خبر ہے جس کو علماء نے قبول کیا ہو اور اس کے مضمون پر عمل کیا ہو خواہ وہ قسم صحیح ہو یا حسن یا موثق. جیسے عمر بن حنظلہ کی حدیث جو کہ خبرین متعارضین کے بارے میں ہے. (۲)

---

(۱) مقباس الدرایۃ فی علم الدرایۃ، ج۱، ص ۲۷۵، ۲۷۶. یہ سطور اس دن لکھ رہا ہوں جس دن راقم الحروف کی والدہ گرامی کو دفن کیا گیا یعنی ۲۶ شعبان ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹۔۹۔۲۰۰۷ء

(۲) نوٹ: عمر بن حنظلہ کی اس حدیث کو مشہور فقہاء نے قبول کیا ہے لیکن اس شہرت کے باوجود آقای خوئی (رح) نے اسے رد کیا ہے. حالانکہ مقام میں حق، مشہور کے ساتھ ہے.

ضعیف حدیث کی اقسام

شہید ثانیؒ فرماتے ہیں:

وہ اوصاف جو ضعیف حدیث کے ساتھ مختص ہیں وہ آٹھ ہیں:

ا۔ موقوف: جو کسی معصوم کے صحابی کی طرف قول یا فعل کے حوالے سے منسوب ہو.
موقوف روایت حجت نہیں ہوتی اگر چہ اس کی سند صحیح ہی کیوں نہ ہو(چونکہ غیر معصوم کا قول حجت نہیں ہے)

۲۔ مقطوع: جو اثر تابعین یا جو ان کے حکم میں ہیں کی طرف منسوب ہو یہ بھی حجت نہیں ہے.

۳۔ مرسل: وہ روایت ہے. جس کو معصوم سے روایت کرے اور بغیر واسطہ کے اس کو درک نہ کرے یا واسطہ کے ساتھ. جس کو بھول گیا ہو یا ترک کردے یا مبہم ہو جیسے کہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذا اَو کذا یا کہے عن رجل. یا کہے عن بعض اصحابنا. یا اس طرح کی تعبیرات وغیرہ مرسل روایت حجت نہیں ہوتی چونکہ محذوف کا حال معلوم نہیں ہے.(۱)

نوٹ: اگر روایت، سند کے حوالے سے مرسل ہو لیکن اس روایت کا مضمون

(۱) بعض اصحاب کی مرسلات علماء کے نزدیک مقبول ہیں مانند مرسلات ابن ابی عمیر

اتنا بلند ہو کہ جس کا غیر معصوم سے صادر ہونا مشکل ہو یا روایت قرآن اور سنت کے موافق ہو یا کسی محدث نے اس روایت کو معصوم کی طرف جزماً نسبت دی ہو مثلاً کہے قال الصادق علیہ السلام کذا تو ان صُور میں حقیر کے نزدیک وہ روایت قابل عمل ہے اگرچہ وہ روایت ضعیف السند یا مرسل ہی کیوں نہ ہو.

۴۔ **معلل**: وہ خبر ہے جس میں خفی، پیچیدہ اسباب پائے جاتے ہوں جو کہ خبر کی صحت میں مضر ہوں اگرچہ ظاہر میں خبر سالم ہو اور اس کی پہچان، حدیث کے اسناد اور متون سے خبیر اور ماہر لوگ ہی کر سکتے ہیں.

۵۔ **تدلیس**: کسی راوی کا ایسے شخص سے روایت کرنا جس سے اس کا لقاء ہو لیکن روایت مذکورہ اس سے نہیں سن سکا اور روایت بھی ایسے لفظوں سے کرے جو موہم سماع ہوں جیسے کہے قال فلان . یا عن فلان

تدلیس کبھی اسناد میں ہوتی ہے اور کبھی تدلیس شیوخ میں ہوتی ہے جیسے کسی استاد سے حدیث کو سنے لیکن اس کا کسی وجہ سے نام لینا پسند نہ کرتا ہو اس کو کسی غیر معروف نام یا کنیت سے ذکر کردے.

۶۔ **مضطرب**: وہ ہے جس کے راوی حدیث میں متن اور اسناد کے حوالے سے اختلاف رکھتے ہوں کبھی ایک وجہ پر روایت کرے اور کبھی اس کے مخالف روایت کرے.

البتہ مخفی نہ رہے کہ اضطراب اس صورت میں متحقق ہوگا جب دونوں رواتیں مساوی ہوں وگرنہ اگر ایک روایت دوسری پر حفظ اور ضبط وغیرہ کے حوالے سے ترجیح رکھتی ہو تو حدیث مضطرب نہیں ہوگی.

۷۔ **مقلوب**: وہ ہے جو ایک طریق سے وارد ہو پھر اس سے بہتر طریق سے

روایت کی جائے تا کہ لوگ اس میں رغبت کریں. اور کبھی علماء ایک دوسرے سے حفظ اور ضبط کے امتحان کی خاطر ایسا کر لیتے ہیں.

۸۔ **موضوع:** من گھڑت روایت کو کہتے ہیں اور یہ خبر ضعیف کی بری اقسام سے ہے اور اس طرح کی روایت کو ذکر کرنا جائز نہیں ہے مگر وضع کی حقیقت کو آشکار کرنے کے لئے. موضوع روایات کے بیان کے سلسلے میں کتاب الدرر الملتقط فی تبیین الغلط، تالیف حسن بن محمد صغانی کا مطالعہ مفید ہے، نیز تذکرۃ الموضوعات، تالیف محمد طاہر فتنی ہندی کا مطالعہ بھی مفید ہے.

میر داماد فرماتے ہیں کہ صغانی کی کتاب الدرر الملتقط فی تبیین الغلط میں جن احادیث کا ذکر کیا ہے اور ان کو موضوع قرار دیا ہے، ان میں اکثر احادیث پر وضع کا حکم لگانا زیادتی ہے ہاں بعض احادیث نقل بالمعنیٰ ہیں اور بعض عترت طاہرہ کی احادیث ہیں ان کی کلام آنجنابؐ کی کلام سے ہے ان کی حدیث، ان کا علم، ان کی حکمت، آنحضرتؐ کی حکمت، حدیث سے ہے. جن احادیث کو صغانی نے موضوع نقل کیا ہے ان میں سے موضوع احادیث کی تعداد کم ہے.(۱) حقیر، راقم الحروف نے بھی اصل کتاب مذکورہ کو ملاحظہ کیا ہے حقیقت وہی ہے. جس کو محقق میر داماد نے فرمایا ہے:

من گھڑت روایت کی پہچان کا ایک طریقہ واضع (حدیثیں گھڑنے والے) کے اقرار کے ساتھ یا اس روایت کے الفاظ کی رکاکت یا روایت میں غلطیوں کے وقوف سے پہچان ہو سکتی ہے. یا کہ وہ روایت قرآن وسنت کے مخالف ہو یا اس سے معصومین علیہم السلام کی ہتک نکلتی ہو یا ان کے خاندان کی ہتک پر مشتمل ہو. جیسا کہ بنی امیہ کے دور میں

(۱) الرواشح السماویہ ص ۲۸۷۔ ۲۸۸.

بہت حدیثیں گھڑی گئیں جیسا کہ سمرۃ بن جندب نے معاویہ سے چار لاکھ درہم لے کر حضرت علی علیہ السلام کی مذمت میں حدیث گھڑی تھی.

نوٹ: حدیث گھڑنے والوں کی کئی قسمیں ہوتی ہیں جس میں سب سے زیادہ معضر وہ ہے جو بظاہر اپنے آپ کو بغیر علم کے زہد وتقوی میں ظاہر کر کے حدیث کو قربۃ الی اللہ گھڑے اور لوگ اس کو متقی سمجھ کر مان لیں. جیسا کہ دشمنان علی علیہ السلام کی مرویات.

چند دیگر اصطلاحات:

المطروح: وہ ہے جو دلیل قطعی کے مخالف ہو اور تاویل کو قبول نہ رکھتی ہو.

المتروک: وہ ہے جس کو متہم بالکذب روایت کرے، حدیث کی پہچان صرف اسی کے حوالے سے ہو اور وہ حدیث قواعد معلومہ کے مخالف.

المشکل: وہ ہے جو مشکل اور پیچیدہ الفاظ اور مطالب پر مشتمل ہو جن کو سوائے ماہرین اور عارفین کے کوئی نہ سمجھ سکتا ہو.

نوٹ: مشکل احادیث کے بارے میں شیعہ علماء سے سید عبداللہ شبر نے مصباح الانوار فی حل مشکلات الاخبار کو تالیف فرمایا ہے اور ان سے پہلے آقای نراقی نے مشکلات العلوم کو تحریر کیا تھا.

اور اہل سنت میں طحاوی، ابن عبدالبر وغیرہ نے کتب لکھی ہیں.

الظاہر: وہ ہے جو معنی پر ظنی حوالے سے رجحان کے ساتھ دلالت کرے لیکن اس میں غیر کا احتمال بھی پایا جائے. (۲)

(۲) مقابس الہدایۃ فی علم الدرایۃ تالیف شیخ عبداللہ مامقانی متوفی ۱۳۵۱ھ ج ۱ ص ۳۱۶

المؤول: وہ ہے جس سے ظاہری معنی کے غیر کا ارادہ کیا جائے۔ (۱)

المجمل: جس کی مقصود پر دلالت ظاہر نہ ہو.

المبین: جس کی دلالت ظاہر اور واضح ہو. (۲)

(۱) اصول استنباط.

(۲) مقابس الھدایۃ فی علم الدرایۃ تالیف شیخ عبداللہ مامقانی متوفی ۱۳۵۱ھ ج۱ ص ۳۱۸.

باب دوم

کن لوگوں کی روایت قبول ہے اور کن کی قبول نہیں ہے

مذکورہ بات کی معرفت بہت مہم ہے چونکہ اسی کے ذریعہ صحیح اور ضعیف روایت میں تمیز حاصل ہوتی ہے اور اسی وجہ سے اشخاص کے حالات کے بارے میں بحث کرنا جائز ہے شریعت کی حفاظت کی خاطر اگرچہ وہ مسلمان کی قدح پر مشتمل ہی کیوں نہ ہو.

ہاں بحث کرنے والے پر ضروری ہے کہ وہ دقت سے کام لے تا کہ محض گمان کی وجہ سے غیر مجروح کی جرح نہ کر بیٹھے.

اور یہاں آٹھ مسائل ہیں.

پہلا مسئلہ: علم حدیث کے بزرگان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ راوی میں اسلام، بلوغ، عقل، شرط ہے اور جمہور نے راوی کی عدالت پر بھی شرط لگائی ہے. یعنی وہ اسباب فسق اور خلاف مروّت سے سالم ہو نیز ضابط ہو.

راوی میں ذکوریت (یعنی مرد ہونا) اور حریت، اور عربی دان ہونا اور بینا ہونا یہ شرط نہیں ہے. یعنی عورت، غلام اور غیر عالم بھی روایت بیان کرسکتا ہے.

ہمارے علماء کے درمیان مشہور یہ ہے کہ راوی کا مومن ہونا بھی شرط ہے.

اس بات پر علماء نے کتب اصول وغیرہ میں قطع پیدا کیا ہے. حالانکہ وہ جانتے ہیں فقہ کے ابواب میں ضعیف اور موثق روایات بھی پائی جاتی ہیں. لیکن وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ روایت کا ضعف، شہرت کے ساتھ جبران ہو گیا ہے.

دوسرا مسئلہ: عدالت کی پہچان دو عادل شخصوں کی گواہی سے ہو جاتی ہے نیز استفاضۃ کے ساتھ اور ایک زکی شخص کی گواہی بھی بنابر قول مشہور کے کافی ہے.

تیسرا مسئلہ: مشہور کے نزدیک تعدیل میں اسباب کے ذکر کے بغیر بھی تعدیل قبول ہے چونکہ تعدیل کے اسباب بہت ہیں اور ان کا ذکر کرنا مشکل ہوتا ہے.

لیکن جرح میں سب کا ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ ممکن ہے کوئی چیز کسی کے نزدیک موجب جرح ہو اور دوسرے کے نزدیک نہ ہو.

چوتھا مسئلہ: مشہور کے نزدیک جرح ایک شخص کی گواہی سے بھی ثابت ہو جاتی ہے اگر ایک شخص کسی کی جرح کرے اور دوسرا اس کی تعدیل کرے بنابر اصح جرح مقدم ہو گی، اگرچہ معدل تعداد میں زیادہ ہی کیوں نہ ہوں. چونکہ معدل ظاہر کی خبر دے رہا ہے اور جارح مخفی امر کی. لیکن اس کے باوجود جب جرح اور تعدیل متعارض ہو جائیں تو توقف کیا جائے یہاں تک کہ مرجح جو پیدا ہو جائے.

نوٹ: جرح اور تعدیل کے بارے میں جارح اور معدل کا قول، نقل اور شہادت سے ہو تو دوسرے مجتہد کے لئے یہ شرعی حجت ہے اور اگر یہ قول اجتہاداً ہو تو دوسرے مجتہد کے لئے اس قول پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کے بارے میں وہ خود اجتہاد کرے.

جرح اور تعدیل کے بارے میں جو کتب مورد اعتماد ہیں ان میں سے بعض یہ

ہیں ابی عمر کشی کی کتاب.

شیخ طوسیؒ کی کتاب الرجال اور فہرست اور ابی العباس نجاشی کی کتاب اور علامہ حلی کی کتاب خلاصہ میں سے جواز باب استنباط اور اجتہاد کی وجہ سے جس کو ترجیح دی ہے دوسرے مجتہد کے لئے اس سے احتجاج کرنا اور اس کو اپنا مدرک اور ماخذ ارار دینا جائز نہیں ہے اور جو اس میں از باب شہادت اور نقل سے وہ قابل اعتماد ہے.(۱)

پانچواں مسئلہ: جب کوئی ثقہ شخص کہے حدثنی ثقہ (ثقہ شخص نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے) روایت پر عمل کرنے میں یہ کافی نہیں ہے کیونکہ اس نے ثقہ کا نام نہیں لیا ممکن ہے وہ شخص اس کے نزدیک ثقہ ہو لیکن دوسرے کے نزدیک ثقہ نہ ہو.

چھٹا مسئلہ: التعدیل: کسی راوی کی وہ صفات بیان کرنا جن کی بناء پر اس کی روایت مقبول بن سکے. اسے توثیق بھی کہتے ہیں تعدیل کے قابل قبول ہونے کے لئے معدّل کا اسباب جرح وتعدیل کا عالم، دین دار اور منصف ہونا شرط ہے.

تعدیل کے الفاظ یہ ہیں: عدل، ثقہ، حجہ، صحیح الحدیث، ثبت، صدوق، عین، وجہ. متقن، حافظ، ضابط، فقیہ، نقی الحدیث، شیخ جلیل، مقدم صالح الحدیث، مشکور، خیر، فاضل، خاص، ممدوح، زاہد، عالم، صالح، قریب الامر، لابأس بہ، مسکون الی روایۃ.

مراتب التعدیل: تعدیل کا سب سے اعلیٰ مرتبہ وہ ہے جو اسم تفضیل اور مبالغہ کے صیغوں کے ساتھ ہو جیسے اعدل الناس، اوثق الناس، اثبت الناس۔ الیہ المنتھی فی التثبت وغیرہ. پھر وہ جس میں صفات قبول کو مکرر کیا گیا ہو جیسے ثقہ ثقہ وغیرہ اور سب سے کمزور

(۱) الرواشح السماویہ ص ۱۰۰.

تعدیل وہ ہے جوادنی مراتب جرح کے قریب ہو جیسے شیخ یروی حدیثہ.(۱)

الجرح: کسی راوی کی وہ کمزوریاں بیان کرنا جواس کی روایت کے ردّ کا موجب ہوسکیں. جرح قبول کرنے کے لئے دو شرطیں ہیں:

۱۔ جرح کرنے والا جرح کے اسباب کا عالم دیانت دار اور منصف ہو.

۲۔ جرح مفسر ہو۔ یعنی جرح کا سبب واضح کیا گیا ہو جیسے کاذب، لیس الحفظ وغیرہ۔ جس جرح میں سبب نہ بیان کیا جائے اسے جرح مبہم کہتے ہیں اگر یہ دونوں شرطیں یا ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے تو جرح مردود ہے.(۲)

جرح کے الفاظ یہ ہیں. ضعیف، کذاب، وضاع، غال، عاق، واہ، لاشئ، متہم، مجہول، کذوب، مضطرب الحدیث، متروک الحدیث، مرتفع القول، مہمل غیر مسکون الی روایتہ.(۳)

---

(۱) التابع والشاہد والاعتبار

التابع: وہ راوی جو کسی ایسے راوی کے موافق روایت کرے جس کے متعلق تفرد کا گمان کیا گیا تھا بشرطیکہ ان دونوں کی روایت ایک ہی صحابی سے ہو اور اس موافقت کو متابعت کہتے ہیں متابعت کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ متابعت تامہ: موافقت کرنے والا دوسرے راوی کے شیخ ہی سے روایت کرے. ۲۔ متابعت قاصرہ: موافقت کرنے والا دوسرے راوی کے شیخ سے نہیں بلکہ اوپر کے کسی راوی سے روایت کرے.

الشاہد: اگر کسی حدیث پر غربت کا گمان کیا گیا ہو اور کسی دوسرے صحابی سے اس کے موافق روایت مل جائے تو اس دوسری روایت کو شاہد کہتے ہیں۔ بعض علماء متابعت کا اطلاق موافقت لفظی پر کرتے ہیں خواہ دوسرے صحابی سے ہی کیوں نہ ہو اور شاہد کا اطلاق موافقت معنوی پر کرتے ہی خواہ ایک ہی صحابی سے کیوں نہ ہو.

الاعتبار: کسی حدیث کے لئے حدیث سے متابع اور شاہد تلاش کرنا.

(۲) اصطلاحات المحدثین. (۳) الرواشح والسماویۃ ص ۱۰۲.

شدت اور نرمی کے اعتبار سے جرح کے کئی مراتب ہیں سب سے سخت جرح وہ ہے جو اسم تفضیل کے صیغہ سے یا ایسے لفظ سے آئے جو اسم تفضیل کا معنی ادا کر سکے جیسے اکذب الناس۔ پھر وہ جرح جو مبالغہ کے صیغوں کے ساتھ ہو جیسے کذاب، وضاع۔

اور سب سے کم درجہ کی جرح وہ ہے جو ایسے لفظوں سے ہو جن سے معمولی کمزوری کا اظہار ہو جیسے لین، سئی الحفظ، فیہ ادنی مقال وغیرہ۔(۱)

ساتواں مسئلہ: جو راوی استقامت کے بعد خلط حق یا ضعف عقل وغیرہ میں مبتلاء ہو جائے یا مثلاً فاسق ہو جائے تو اختلاط سے پہلے والے زمانہ میں جب کہ وہ صحیح العقیدہ اور عاقل و عادل تھا اس کی وہ روایات قبول کی جائیں گی اور اختلاط کے بعد والی روایات رد کر دی جائیں گی۔ جیسے واقفیہ جو امام کاظم علیہ السلام کے زمانے میں تھے۔ اور فطحیہ جو کہ امام صادق علیہ السلام کے زمانے میں تھے۔

فطحیہ: وہ فرقہ ہے جو عبداللہ افطح بن امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت کے قائل تھے عبداللہ افطح ماں اور باپ کی طرف سے اسماعیل کا بھائی تھا۔ اور اسماعیل، امام جعفر صادق علیہ السلام کی زندگی میں ہی رحلت کر گئے تھے اور عبداللہ افطح، امام جعفر صادق علیہ السلام کی اولاد میں سے بڑا تھا اس فرقہ کا گمان یہ تھا کہ امامت، بڑے بیٹے میں ہے۔

عبداللہ افطح، امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد ستر دن زندہ رہا اور اس کی اولاد ذکور نہیں تھی۔

واقفیہ: وہ طائفہ ہے جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کے قائل تھے اور

(۱) اصطلاحات المحدثین۔

ان کا عقیدہ یہ تھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام زندہ ہیں اور انہیں موت نہیں آئی (۱) وہ مہدی منتظر ہیں. حالانکہ ان کی قبر اطہر کاظمین میں مشہور اور معروف ہے شیعہ کے علاوہ اہل سنت بھی ان کے روضہ مبارک پر زیارت کے لئے جاتے ہیں اور وہاں دعاء کی قبولیت تجربات سے ہے.

آٹھواں مسئلہ: جب کوئی ثقہ شخص کسی ثقہ سے حدیث کو روایت کرے اور وہ دوسرا شخص جس سے روایت کی جارہی ہے وہ اس کی نفی کردے اگر وہ اپنی نفی میں جازم ہے (یعنی یقین رکھتا ہے) کہ میں نے ایسی روایت نہیں کی ہے تو حدیث کو رد کردینا واجب ہے اور اگر کہے میں نہیں پہچانتا تو بناء بر اصح یہ قادح نہیں ہے.

البتہ بزرگان سے یہ واقع ہوا ہے کہ انہوں نے احادیث کو بیان کیا ہے پھر وہ بھول گئے ہیں.

---

(۱) الانوار النعمانیہ، ج ۲، ص ۲۵۴.

باب سوم

تحمل حدیث اوراس کے نقل کے طرق کے بیان میں

تحمل حدیث کی اہلیت میں تمیز شرط ہے اگر حدیث کو سماع کے ساتھ تحمل کیا ہو.

تمیز سے مراد یہ ہے کہ حدیث اور غیر حدیث کے درمیان فرق کو جانتا ہو.

اسلام اور بلوغ معتبر نہیں ہے لوگوں نے صحابہ کی ایک جماعت عبداللہ بن عباس وغیرہ جنھوں نے بلوغ سے پہلے روایت بیان کی ہے کو قبول کیا ہے.

اگر کوئی شخص کفر کی حالت میں روایت کو سنتا ہے پھر اسلام لانے کے بعد بیان کرے تو اس کا کفر کی حالت میں تحمل روایت صحیح ہے.

مروی عنہ کے بارے میں بھی شرط نہیں ہے کہ وہ راوی سے سن یا رتبے کے حوالے سے بڑا ہو.

طرق تحمل

طرق تحمل آٹھ ہیں:

۱۔السماع من لفظ الشیخ: حدیث کو استاد کے منہ سے سننا۔جمہور محدثین کے نزدیک یہ طریقہ سب طرق سے بلند ہے کہ کہے سمعت فلانا۔اور اس کے بعد کا مرتبہ یہ ہے

کہ کہے حدثنی وحدثنا.

۲۔**القراءۃ علی الشیخ**: اس کو عرض بھی کہتے ہیں. شاگرد کا اپنے استاد کے سامنے حدیث کو پڑھنا خواہ وہ حفظا پڑھے یا کتاب سے مثلا راوی کہے قرأت علی فلان.

۳۔**الاجازۃ**: استاد کا اپنے شاگرد کو اپنی سب یا بعض مرویات بیان کرنے کی اجازت دینا. اجازت کی اعلی قسم یہ ہے کہ کسی معین شخص کو معین کتاب کی اجازت دے مثلا کہے اجزتک روایۃ الکتاب الفلانی.

اوراس کے بعد کا مرتبہ یہ ہے کہ کہے اجزتک روایۃ مسموعاتی.

اوراس کے بعد کا مرتبہ یہ ہے کہ غیر معینہ کو اجازت دے جیسے سب مسلمانوں کو.

۴۔**المناولۃ**: استاد کا اپنے شاگرد کو کتاب دینا.

مناولۃ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔مناولہ اجازت کے ساتھ مقترن ہو جیسے کتاب کو تملیک یا عاریہ کے طور پر دے اور کہے. ھذا سماعی عن فلان فاروہ عنی. یہ فلاں سے سنی ہوئی میری مرویات ہیں اس کو مجھ سے روایت کر.

۲۔اجازت کے بغیر مناولہ ہو جیسے کہے یہ میری روایت ہے. اوراسی پر اقتصار کرے. اس قسم کی روایت کو، روایت کرنا صحیح نہیں ہے.

۵.**الکتابۃ**: استاد کا اپنے شاگرد کی طرف حدیث لکھ بھیجنا. اگر چہ یہ کتابت اجازت کے بغیر بھی ہو مشہور یہ ہے کہ اس کو روایت کرنا جائز ہے. چونکہ یہ چیز اجازت کو معنی متضمن ہے.

۶.**الاعلام**: کسی محدث کا یہ بتانا کہ فلاں کتاب یافلاں روایت میری مرویات

سے ہے بغیر اس کے کہ کہے اس کو روایت کر یا میں نے اس کی روایت کرنے کی اجازت دی ہے.

اس طرح کی روایت کے بیان کرنے کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں.

۷.الوصیۃ: محدث کا موت کے وقت یا سفر کے وقت اپنی کتب کے متعلق کسی کو وصیت کرنا. اکثر کے نزدیک اس طریق سے روایت کرنا ممنوع ہے.

۸.الوجادۃ: استاد کے خط سے لکھی ہوئی حدیث کو دیکھنا.مثلاً کہے وجدت بخط فلاں میں نے فلاں کے خط کو پایا ہے.

تذکر

روایت بالمعنی بھی کرنا جائز ہے. بشرطیکہ کہ روایت کے معنی محفوظ رہیں اور ان معانی میں اخلال نہ پڑھے اگر چہ روایت کو اپنے الفاظ میں بیان کرے.

تقطیع الحدیث

حدیث کے ایک حصے کو بیان کرنا اور دوسرے کو چھوڑ دینا اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے علماء کی ایک جماعت نے اسے جائز سمجھا ہے بہ شرط کہ باقی ماندہ روایت کو کسی اور جگہ ذکر کرے یا کسی اور عالم نے اس پوری روایت کو ذکر کر دیا ہو.

کسی مصنف کا اپنی کتاب میں حدیث کے حصے حصے کر کے اس کو مناسب ابواب میں احتجاج کے طور پر ذکر کرنا جواز کے قریب تر ہے.(۱)

(۱) کمافی الدرایۃ.

باب چہارم دراصطلاحات متفرقہ

من حدث ونسی: محدث کسی وقت ایک حدیث بیان کرتا ہے پھر وہ روایت اوراس روایت کا بیان کرنا اس کے ذہن سے اتر جاتا ہے اس حد تک کہ جو لوگ اس سے سن چکے تھے ان کے یاددلانے پر بھی وہ روایت اسے یاد نہیں آتی ایسے محدث سے وہی روایت کرنے والے اگر ثقات ہیں تو وہ روایت مقبول ہے.

المزید فی متصل الاسانید: وہ راوی جو کسی سند میں دوراویوں کے درمیان بڑھادیا جائے حالانکہ سند کے بغیر ہی متصل ہو.

روایت الاقران: ایک راوی کا روایت کے متعلقہ امور (سن ملاقات مشائخ وغیرہ) میں اپنے برابر کے راوی سے روایت لینا.

المدبج: مذکورہ بالا صورت میں دونوں راویوں کا ایک دوسرے سے روایت لینا.

روایۃ الاکابر عن الاصاغر: بڑے طبقہ کے راوی کا چھوٹے طبقے کے راوی سے روایت لینا.

السابق ولاحق: وہ راوی جو ایک ہی شیخ سے روایت کریں لیکن ان دونوں کی موت کا درمیانی عرصہ خاص لمبا ہو بعض ایسے دوراویوں کی موت کا درمیانی وقفہ ایک

سو پچاس سال تک پایا گیا ہے.

المسلسل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے تمام راوی صیغہ ادا میں یا کسی دوسری ایسی کیفیت میں جو روایت سے تعلق رکھتی ہو متفق ہوں.

المتفق المفترق: وہ ایک سے زائد راوی جن کے اپنے اسماء بھی متفق ہوں اور ان کے اباء یا اباء کے ساتھ اجداد کے اسماء بھی متفق ہوں.

المؤتلف والمختلف: وہ ایک سے زائد راوی جن کے اسماء صورت خطی میں تو ایک جیسے ہوں لیکن تلفظ میں مختلف ہوں جیسے جریر اور حریز.

المتشابہ: وہ ایک سے زائد راوی جن کے اسماء متفق ہوں لیکن ان کے اباء کے اسماء لکھنے میں متفق اور تلفظ میں مختلف ہوں یا ان کے اباء کے اسماء لکھنے میں متفق ہوں لیکن ان کے اپنے اسماء لکھنے میں متفق اور تلفظ میں مختلف ہوں یا ان کے اپنے اور ان کے اباء کے اسماء متفق ہوں لیکن ان کی نسبتوں میں اتفاق خطی اور اختلاف لفظی ہو.

نوٹ: رواۃ کے طبقات، تاریخہای ولادت ووفات اوطان وبلدان کا علم ہونا ضرری ہوتا ہے. چونکہ ان کے بغیر اتصال اور انقطاع اسانید میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں. نیز رواۃ کے القابات اور کنیتوں کا علم ہونا ضروری ہے.(۱)

طبقات کی معرفت

طبقات کی معرفت ایک اصطلاحی چیز ہے.

لوگوں میں سے بعض نے سب صحابہ کو ایک طبقہ قرار دیا ہے پھر ان کے بعد

(۱) اصطلاحات المحدثین.

تابعین کو دوسرا طبقہ قرار دیا ہے۔اور اتباع التابعین کو تیسرا طبقہ قرار دیا ہے(۱) اور اسی طرح آگے بعض حفاظ نے تابعین کے پندرہ طبقے بیان کیئے ہیں۔(۲)

بعض خود صحابہ میں طبقہ بندی کے قائل ہیں اور اسی طرح تابعین میں اور بعض ہر صدی میں سالوں کے حوالے سے طبقہ بندی کے قائل ہیں۔مثلاً ہر چالیس سال۔

طبقات کے حوالے سے محمد بن سعد کاتب واقدی کی کتاب الطبقات الکبیر بہترین کتاب اور کثیر الفائدہ ہے۔اگر چہ انہوں نے اس کتاب میں ضعیف راویوں سے بہت روایت کی ہے۔

نیز طبقات میں علامہ ذھبی کی کتاب تاریخ بھی مہم ہے اور ان کی کتاب طبقات الحفاظ بھی بہت مفید ہے۔(۳)

---

(۱) الباعث الحثیث ص ۲۴۵۔

(۲) مقدمہ ابن صلاح ص ۱۸۰۔

(۳) الباعث الحثیث ص ۲۴۵

خاتمہ

علم رجال کی ضرورت

یہ بات ادلہ اربعہ (یعنی قرآن وسنت اجماع وعقل) سے ثابت ہے کہ ظن (گمان) پر عمل کرنا حرام ہے.

کسی حکم کی نسبت خدا کی طرف، جب تک دلیل قطعی کے ساتھ ثابت نہ ہو یا دلیل قطعی تک منتہی نہ ہو نسبت دینا جائز نہیں ہے.اس بارے میں خدا کا فرمان کافی ہے. ﴿ءاللہ أذن لکم ام علی اللہ تفترون﴾(۱)

کیا اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے یا تم اللہ پر بہتان باندھتے ہو؟

یہ آیت دلالت کر رہی ہے جب تک اللہ کی طرف سے اذن نہ ہو اس کی طرف نسبت دینا یہ اس پر افتراء ہے.جیسا کہ یہ بات بھی معلوم ہے کہ ظن بنفسہ (ظن بذات خود واقع کے لئے) منجز نہیں ہوتا اور نہ ہی منجز کی مخالفت پر معذر رہوتا ہے.اس بارے میں یہ قول خداوند کافی ہے. ﴿ولا تقف مالیس لک بہ علم﴾.(۲)

جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑا کرو.

---

(۱) سورہ یونس آیت ۵۹. (۲) سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۶.

نیز ارشاد رب العزت ہے:﴿وما یتبع اکثرھم الاظنا انّ الظن لایغنی من الحق شیئاً﴾.(۱)

اور اُن میں سے اکثر تو بس (اپنے) گمان پر چلتے ہیں (حالانکہ) گمان یقین کے مقابلہ میں ہرگز کچھ بھی کام نہیں آسکتا.

بہت سی روایات میں علم کے بغیر عمل کرنے کو منع کیا گیا ہے.ابی بصیر کی معتبر روایت میں ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ہم پر اشیاء وارد ہوتی ہیں.جس کو ہم قرآن وسنت میں سے نہیں پہچانتے کیا ہم ان میں نظر کریں؟فرمایا نہیں. اگر تم اصابت کرو تو اجر نہیں پاؤ گے اگر خطاء کی تو خدا پر جھوٹ باندھو گے.(۲)

عقل کو احکام خدا کے اثبات میں طریق (راستہ) نہیں ہے چونکہ عقل تمام جہات واقعیہ پر احاطہ نہیں رکھتی. ہاں بعض مورد میں ممکن ہے البتہ وہ موارد قلیل ہیں. جیسے عقل کا ایک حکم اور دوسرے حکم کے درمیان طلازمہ کو درک کرنا.مثلاً کسی عبادت سے منع کے ادراک سے فساد عبادت کو درک کرنا.جیسے عیدین کے دن کا روزہ.

اما القرآن: قرآن میں سب احکام کا بظاہر حکم موجود نہیں ہے (مبہمات اور کلیات کا ذکر ہے) احکام کے سب اجزاء، شرائط اور موانع کا ذکر موجود نہیں ہے.

اجماع: جو کاشف قول معصوم ہو وہ نادر الوجود ہے.اور جو غیر کاشف ہے وہ حجت نہیں ہے.

---

(۱) سورہ یونس آیت ۳۶.

(۲) الکافی الجزء ا. باب البدع والرائی والمقائیس. الحدیث ۱۱ مراۃ العقول ج ۱ ص ۱۹۵

خلاصہ یہ کہ غالباً احکام شرعیہ کا استنباط روایات محمد وآل محمد علیہم السلام سے ہے.

اور کسی حکم پر روایات سے استدلال دو باتوں کے ثبوت پر متوقف ہے.

۱۔خبر واحد کی حجیت کو پہلے ثابت کرلیا جائے.

۲۔ہماری نسبت سے بھی ظواہر روایات کی حجیت ثابت ہو.

یہ بات مخفی نہ رہے کہ معصوم سے ہر خبر جو نقل ہو وہ حجت نہیں ہے بلکہ وہ خبر حجت ہے جو مثلاً ثقہ یا حسن ہو.اور اس بات کی تشخیص علم رجال کی طرف مراجعہ سے ہی ممکن ہے. تا کہ ثقہ کو ضعیف سے تمیز دی جا سکے.(۱)

کتب اربعہ

ہمارے مذہب میں حدیث کی چار کتابیں معروف ہیں جن کو کتب اربعہ کہا جاتا ہے.

۱۔اصول کافی ،روضہ کافی ،فروع کافی، ان کو الکافی کہا جاتا ہے .یہ محمد بن یعقوب کلینی کی تالیف ہے.جس کو انہوں نے بیس سال کی مدت میں تالیف فرمایا تھا: اس کتاب کے ۳۲۶باب ہیں.الکافی میں مجموعاً ۱۶۱۲۱احادیث پائی جاتی ہیں.محدث کلینی کی رحلت ۳۲۸یا۳۲۹میں ہوئی تھی.

۲۔من لا یحضرہ الفقیہ .یہ کتاب محدث جلیل القدر شیخ محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ قمی کی ہے جو کہ ۳۸۱ کے متوفی ہیں.اس کتاب میں ۵۹۶۳ احادیث اور ۴۴۶ابواب پائے جاتے ہیں.۳۹۱۳احادیث مسند ہیں اور ۲۰۵۰احادیث مرسل ہیں.

(۱) معجم الرجال ج ،ص ۱۹۔۲۰.

۳،۴:۔ تہذیب الاحکام اور الاستبصار: یہ دونوں کتابیں شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ کی ہیں.

تہذیب الاحکام ان کے استاد شیخ مفید کی کتاب المقنعہ کی شرح میں ہے.

محدث بحرانی نے فرمایا ہے کہ میں نے تہذیب کے ابواب کو شمار کیا ہے جو کہ ۹۳ باب ہیں اور اس میں ۱۳۵۹۰ احادیث ہیں.

استبصار کے ۹۱۵ ابواب ہیں اور ۵۵۱۱ احادیث ہیں.

مخفی نہ رہے کہ متاخرین کی کتب احادیث میں محدث جلیل القدر علامہ باقر مجلسیؒ کی کتاب بحار الانوار جو کہ ۱۱۰ جلدوں پر مشتمل ہے اور محدث حر عاملی کی کتاب وسائل الشیعہ جو کہ بیس جلدوں اور نئی چاپ تیس جلدوں پر مشتمل ہے. اور محدث نوری کی کتاب مستدرک الوسائل ۱۸ جلدوں پر مشتمل ہے معروف ہیں.

فائدہ

محمد بن اَبی عمیر، صفوان بن یحیی، احمد بن محمد بن ابی نصر البزنطی وغیرہ کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ یہ ارسال نہیں کرتے مگر ثقہ سے. اس بات کی شہادت شیخ طوسی اور نجاشی نے دی ہے.(۱)

اشکال: ان حضرات نے ضعیف رواۃ سے بھی روایت کی ہے.

جواب: ممکن ہے انہوں نے ان رواۃ سے اس زمانہ میں روایت کی ہو جس وقت وہ سب کے نزدیک ثقہ تھے ممکن ہے کہ بعد میں ان میں تغیر حال پیدا ہو گیا ہو اور وہ اس کے سبب ضعیف ہو گئے ہوں.

---

(۱) اصول علم الرجال ص ۲۰۱.

اصحاب اجماع کی روایات کو معتبر سمجھا جاتا ہے اور وہ اٹھارہ شخص ہیں.

(۱) علماء نے کہا ہے ثقۃ الاولین چھ شخص ہیں. زرارہ ومعروف بن خربوذ، برید، ابو بصیر اسدی، فضیل بن یسار، محمد بن مسلم طائفی. کشی کے نزدیک یہ طبقہ اولی ہے ان کو فقہاء سے یاد کیا گیا ہے.

علماء نے کہا ہے کہ ان چھ میں سب سے زیادہ ثقہ زرارہ ہے. بعض نے ابو بصیر اسدی کی جگہ ابو بصیر مرادی جو کہ لیث بن بختری ہیں کو نقل کیا ہے. یہ حضرات امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام کے صحابی ہیں.

(۲) دوسرے چھ شخص جو کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی ہیں.

جمیل بن دراج وعبداللہ بن مسکان، عبداللہ بن بکیر، حماد بن عثمان، حماد بن عیسیٰ، ابان بن عثمان. یہ طبقہ ثانیہ سے ہیں.

ابو اسحاق فقیہ جو کہ ثعلبہ بن میمون ہیں کا نظریہ یہ ہے کہ ان سب میں سب سے افقہ جمیل بن دراج ہیں اور یہ سب حضرات امام صادق علیہ السلام کے جوان صحابی تھے.

(۳) دوسرے اور چھ شخص جو کہ امام صادق علیہ السلام اور امام موسیٰ کاظم اور امام رضا علیہما السلام کے صحابی ہیں.

یونس بن عبدالرحمن وصفوان بن یحیی بیاع سابری، محمد بن ابی عمیر، عبداللہ بن مغیرہ، حسن بن محبوب، احمد بن محمد بن ابی نصر. یہ طبقہ ثالثہ سے ہیں. لیکن شیخ تقی الدین حسن بن داؤد نے اپنی کتاب الرجال میں طبقہ ثالثہ کو، طبقہ ثانیہ قرار دیا ہے اور ثانیہ کو طبقہ ثالثہ قرار دیا ہے.(۱)

---

(۱) الرواشح والسماویہ ص ۷۹.

بعض نے حسن بن محبوب کی جگہ حسن بن علی بن فضال وفضالۃ بن ایوب کو ذکر کیا ہے.

ان مجموع افراد کی تعداد میں ۱۸ شخص مورد اجماع ہیں.

البتہ مخفی نہ رہے معقد اجماع کی تحدید میں پانچ احتمالات پائے جاتے ہیں. "ان شئت التفصیل فعلیک المطولات". (۱)

نکتہ: ادعاء کیا گیا ہے کہ نجاشی اور شیخ طوسی کے کلام میں امام صادق علیہ السلام کے جن اصحاب کا ذکر آیا ہے وہ ثقہ ہیں مگر جن کی تضعیف پر نص پیش کی گئی ہے.

ان کے کلام میں وثاقت کا مطلب یہ ہے جن کی نہ مدح کی گئی ہے اور نہ ذم وہ وثاقت کے حکم میں ہیں. شیخ مفید، ابن شہر آشوب اور طبری وغیرہ ہی نے ذکر کیا ہے کہ امام صادق علیہ السلام کے چہار ہزار شاگرد تھے اور وہ سب کے سب ثقہ تھے.

لیکن آیۃ اللہ خوئیؒ نے اصل دعوی میں مناقشہ کیا ہے.(۲)

نکتہ: یہ بات مشہور ہے کہ مشائخ اجازات، توثیق کے محتاج نہیں ہیں. یہ ایک جماعت کا نظریہ ہے جن میں شہید ثانی اور ان کے بیٹے، اور وحید بہبہانی، سید داماد، محقق بحرانی وغیرہ ہیں.

لیکن آقای خوئیؒ نے یہاں بھی مناقشہ کیا ہے کہ مشیخۃ الاجازہ توثیق کو مستلزم نہیں ہے.

---

(۱) اصول علم الرجال، ص ۳۸۹ و کتب دیگر.

(۲) حوالہ بالا، ص ۴۷۱.

نکتہ: آیا امام علیہ السلام سے وکالت، وثاقت کو لازم ہے؟

جواب: یہاں تین قول ہیں. ا. وثاقت مطلقاً ثابت ہے خواہ وہ وکیل شخص قضایا میں ہوں جیسے خادم بوآب اور قیم، یا قضایا عامہ میں ہوں جیسے امور دینیہ اور مالیہ. اس نظریہ کی طرف علامہ مامقانی گئے ہیں بلکہ آقای وحید بہبہانی نے فرمایا ہے کہ یہ مدح کی قوی ترین نشانیوں سے ہے بلکہ وثاقت اور عدالت ہے.

۲۔ بعض نے مطلقا عدم وثاقت کا کہا ہے جیسے آیۃ اللہ سید خوئیؒ

۳۔ تیسرا قول تفصیل کا ہے جو کہ ارجح ہے. اگر شخصی امور میں وکالت ہو تو یہ توثیق کو لازم نہیں ہے اگر دینی امور یا وکالت عامہ ہو تو یہ وثاقت کو ثابت کرتی ہے.(۱)

شیخ نے اپنی کتاب غیبت میں ائمہ علیہم السلام کے بعض ممدوح وکلاء کا ذکر کیا ہے وہ اور دیگر افراد جن کی وکالت ائمہ طاہرین علیہم السلام سے ثابت ہے وہ وثاقت کے حکم میں ہیں.

ائمہ طاہرین علیہم السلام کے بعض وکلاء کے نام

۱۔ ایوب بن نوح بن دراج

۲۔ ابو علی بن راشد (الحسن بن راشد)

۳۔ ابو القاسم الحسین بن روح النوبختی

۴۔ حمران بن اعین

۵۔ زکریا بن آدم

۶۔ سعد بن سعد

(۱) اصول علم الرجال ص ۴۸۳۔۴۸۶.

۷۔صفوان بن یحییٰ

۸۔عبدالعزیز بن المہتدی القمی الاشعری

۹۔عبداللہ بن جندب البجلی

۱۰۔ابو عمرو عثمان بن سعید العمری

۱۱۔علی بن جعفر الہمانی

۱۲۔علی بن الحسین بن عبدربہ

۱۳۔ابوالحسن علی بن محمد السمری

۱۴۔علی بن مہزیار الاھوازی

۱۵۔ابو جعفر محمد بن عثمان العمری

۱۶۔محمد بن سنان

۱۷۔المعلی بن خنیس

۱۸۔المفضل بن عمر

۱۹۔نصر بن قابوس اللخمی.(۱)

روایۃ الاجلاء

بعض نے دعوی کیا ہے کہ اگر ثقات اجلاء کسی شخص سے روایت کریں یا ان کی روایات کسی سے کثیر ہوں تو یہ اس کی وثاقت پر دلیل ہے.

اور بعض کا نظریہ یہ ہے کہ اجلاء کی روایت میں ان کی وثاقت پر دلالت نہیں پائی جاتی.(۲)

---

(۱) اصول علم الرجال ص ۴۸۷. (۲) اصول علم الرجال ص ۴۸۸.

جیسا کہ گذر چکا ہے کہ علم رجال میں حدیث کی سند کے رواۃ (راویوں) کے بارے میں بحث کی جاتی ہے اور یہاں اس مختصر رسالہ میں ایک ایک راوی کے بارے میں بحث کرنے کی گنجائش نہیں ہے لہذا اقدماء اور متاخرین کی جو کتب اس مقصد کے لئے لکھی گئی ہیں ان میں سے بعض کی فہرست پیش خدمت ہے.

اصول رجالیہ

علم رجال کی پانچ کتابیں ہیں:

۱. رجال برقی،

۲. رجال کشی،

۳. رجال شیخ،

۴. فہرست شیخ،

۵. رجال نجاشی

آیۃ اللہ خوئیؒ فرماتے: ہیں رجال برقی کے علاوہ باقی چار کتابیں کتب معروفہ سے ہیں جو کہ محتاج بیان نہیں ہیں. ابن غضائری کی طرف منسوب کتاب ثابت نہیں ہے.(۱)

دوسرے درجہ کی کتب رجال کی فہرست

۱۔ فہرست شیخ منتجب الدین. تالیف علی بن عبید اللہ بن حسن متوفی سال ۵۸۵.

---

(۱) معجم الرجال ج۱، ص۱۰۱، ۱۰۲

۲۔ معالم العلماء تالیف محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی متوفی ۵۸۸.

۳۔ رجال علامہ تالیف حسن بن یوسف بن مطہر حلی متوفی ۷۲۶

۴۔ رجال ابن داؤد تالیف حسن بن علی بن داؤد حلی

۵۔ رجال تفریشی تالیف سید میر مصطفیٰ بن سید حسین تفریشی

۶۔ رجال میرزا تالیف سید میرزا محمد بن علی بن ابراہیم حسینی استر آبادی متوفی ۱۰۲۸ ان کی رجال میں تین کتابیں ہیں. کبیر وسیط وجیز.

۷۔ رجال صاحب وسائل جو کہ وسائل شیعہ کے آخر میں مطبوع ہے

۸۔ رجال مجلسی تالیف محمد باقر بن محمد تقی اصفہانی متوفی ۱۱۱۰ صاحب بحار الانوار.

۹۔ جامع الرواۃ تالیف محمد بن علی اردبیلی. جس کو انھوں نے پچیس سال کے عرصہ میں تالیف فرمایا تھا

۱۰۔ منتہی المقال تالیف محمد بن اسماعیل بن عبدالجبار بن سعد الدین معروف بہ شیخ ابو علی متوفی سال ۱۲۱۵ یا ۱۲۱۶

۱۱۔ تنقیح المقال تالیف شیخ عبداللہ بن شیخ محمد حسن بن عبداللہ مامقانی متوفی ۱۳۵۱

۱۲۔ معجم الرجال الحدیث تالیف آقای سید خوئی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین.

جزاہم اللہ عن الاسلام خیر الجزاء (۱)

---

(۱) الفوائد الرجالیہ ص ۳۹ تا ۴۳.

۱۳۔ وکتب دیگر

توثیقات دو طرح کی ہوتی ہیں توثیقات خاصہ اور توثیق عامہ۔

توثیقات عامہ: بعض اعلام نے کہا ہے کہ تفسیر قمی کی اسناد میں جن راویوں کا ذکر آیا ہے وہ ثقہ ہیں چونکہ مولف نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں اس بات کی شہادت دی ہے۔

البتہ مخفی نہ رہے کہ ان کی عبارت کو ملاحظہ کرتے ہوئے تین شرطوں کے ساتھ، رواۃ پر وثاقت کا حکم لگایا جائے گا، ۱۔ راوی شیعہ ہو ۲۔ روایت متصل ہو، مقطوعہ اور مرسلہ نہ ہو ۳۔ روایت معصوم تک منتہی ہو۔

نیز ابی القاسم جعفر بن محمد بن موسیٰ بن قولویہ کی کتاب کامل الزیارات کے بارے میں بھی یہی کہا گیا ہے۔ لیکن ان کے مقدمہ کتاب میں شہادت کے بعد اور ضیق کے بارے میں بحث واقع ہوئی ہے کہ کتاب کے سب راوی ثقہ ہیں یا ان کے مشائخ اگر سب ثقہ ہیں تو اوپر والی تین شرطوں کا لحاظ کرنا ہوگا۔

آیۃ اللہ خوئی" ابتداء میں سب راویوں کو ثقہ سمجھتے تھے لیکن بعد میں تبدل رائی کی وجہ سے وہ ابن قولویہ کے مشائخ کی وثاقت کے قائل تھے اصول علم الرجال۔

یہاں پر رجالی حوالے سے مختصراً، شیخ بہائی کے افادات کو ذکر کر رہا ہوں چونکہ یہ ہر عام وخاص کے لئے مفید ہیں جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

کل جمیل جمیل

کل حمید حمید

کل صفوان صاف

كل عبد السلام صالح غير عبد السلام بن صالح

كل يعقوب بلا خيبة الا يعقوب بن شيبة

كل عاصم حسن الا عاصم بن حسن

كل سالم غير سالم

كل طلحة طالح(۱)

یعنی سند روایت میں ہر جمیل، ہر حمید، ہر صفوان ہر عبد السلام عبد السلام بن صالح کے علاوہ، نیز ہر یعقوب، یعقوب بن شیبہ کے علاوہ، نیز ہر عاصم نام کا راوی عاصم بن حسن کے علاوہ، معتبر اشخاص ہیں۔

سند میں ہر سالم، اور ہر طلحہ نام کے راوی معتبر نہیں ہیں۔

(۱) الوجیزۃ فی الدرایۃ ص ۳۰۔

اہل سنت کے ہاں حدیث کی چھ کتابیں بہت مشہور ہیں جن کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔

۱۔صحیح بخاری ۲۔صحیح مسلم ۳۔سنن ترمذی ۴۔سنن ابی داؤد ۵۔سنن نسائی ۶۔سنن ابن ماجہ

تذکر: موطا امام مالک اور مسند امام احمد بھی معروف کتب سے ہیں۔
بلکہ بعض نے موطا کو سنن ابن ماجہ کی جگہ ذکر کیا گیا ہے۔
اس دور میں اہل سنت کے ہاں درج ذیل حفاظ کی تصانیف بھی قابل استفادہ ہیں۔

۱۔ابوالحسن الدارقطنی متوفی ۳۸۵ در بغداد

۲۔حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری متوفی ۴۰۵

۳۔عبدالغنی بن سعید المصری متوفی ۴۰۹

۴۔حافظ ابونعیم اصفہانی متوفی ۴۳۰

۵۔از طبقہ دیگر شیخ ابوعمر نمری متوفی ۴۶۳

۶۔ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ در نیشاپور

۷۔ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳

۸۔طبرانی صاحب معاجم ثلاثہ متوفی ۳۶۰

۹۔حافظ ابی یعلی موصلی متوفی ۳۰۷

۱۰۔حافظ ابی بکر بزار متوفی ۲۹۲

۱۱۔امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱

۱۲۔ابوحاتم محمد بن حبان بستی متوفی ۳۵۴

۱۳۔ حافظ ابواحمد بن عدی، صاحب کامل متوفی ۳۶۷(۱)

کتب احادیث کی اقسام

۱۔ الجامع: جس کتاب میں اسلام سے متعلق ہر قسم کے مباحث موجود ہوں خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا احکام سے تاریخ سے ہو یا تفسیر سے. فتن سے ہو یا ملاحم سے (یعنی جنگ وقتال کے بارے میں) یا بحث الالفاظ سے یا ان کے علاوہ جو مباحث بھی احادیث میں ملتے ہیں جیسے امام بخاری کی صحیح اور امام ترمذی کی جامع.

۲۔ السنن: جس کتاب میں احادیثِ احکام جمع کی گئی ہوں.

۳۔ المسند: جس کتاب میں ہر ایک صحابی کی روایات علیحدہ علیحدہ جمع کی گئی ہوں یا کسی ایک صحابی یا کسی ایک جلیل القدر امام کی مرویات یک جا جمع کی گئی ہوں جیسے امام احمد کی مسند.

۴۔ الجزء: جس کتاب میں کسی ایک مسئلہ یا ایک نوع کے مسائل پر احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے امام بخاری کی جزء رفع یدین.

۵۔ المستخرج: جس کتاب میں کسی ایک کتاب کی احادیث دوسری اسانید سے روایت کی جائیں جیسے مستخرج الاسماعیلی علی صحیح البخاری.

۶۔ المستدرک: جس کتاب میں کسی مصنف کی ملحوظ شرائط کے مطابق ایسی صحیح احادیث جمع کی جائیں جو اس مصنف نے اپنی کتاب میں درج نہ کی ہوں جیسے مستدرک حاکم

---

(۱) الباعث الحثیث ص ۲۳۱۔۲۳۲.

۷۔ کتاب العلل: جس کتاب میں معلولہ احادیث بیان علل کے ساتھ نقل کی گئی ہوں جیسے امام احمد کی کتاب علل الحدیث ومعرفۃ الرجال

۸۔ الاطراف: جس کتاب میں احادیث کا ایک ایک ٹکڑا نقل کر کے ان کی اسانید جمع کی گئی ہوں. یا ان کے مخرجین کا ذکر کیا گیا ہو جیسے حافظ ابن عساکر کی الاشراف.

۹۔ التخریج: جس کتاب میں کسی کتاب کی مرویات کی اسانید پر بحث کی گئی ہو.(۱)

ضعیف راویوں کے بارے میں لکھی گئی چند اہم کتب اہل سنت کی فہرست

۱۔ کتاب المجروحین. یحیی بن معین

۲۔ کتاب الضعفاء علی بن المدینی

۳۔ کتاب الضعفاء ابی حفص عمرو بن علی الفلاس

۴۔ کتاب الضعفاء محمد بن عبداللہ بن برقی

۵۔ کتاب الضعفاء الکبیر محمد بن اسماعیل بخاری

۶۔ کتاب الضعفاء الصغیر محمد بن اسماعیل بخاری

۷۔ کتاب الضعفاء ابی اسحاق ابراہیم بن یعقوب جوزجانی

۸۔ کتاب الضعفاء المتروکین ابی زرعۃ رازی

۹۔ الضعفاء والکذابون والمتروکون من اصحاب الحدیث ابی عثمان برذعی

۱۰۔ کتاب الضعفاء والمتروکین ابی عبدالرحمن نسائی

(۱) اصطلاحات المحدثین.

۱۱۔ کتاب الضعفاء ابی یحیی زکریا بن یحیی ساجی

۱۲۔ کتاب الضعفاء ابی بشر محمد بن احمد دولابی

۱۳۔ کتاب الضعفاء ابی جعفر محمد بن عمرو عقیلی

۱۴۔ کتاب الضعفاء ابی نعیم عبدالملک استراباذی

۱۵۔ کتاب الضعفاء ابی العرب محمد بن احمد بن تمیم قیروانی

۱۶۔ کتاب الضعفاء والمتروکین ابی علی سعید بن عثمان بن سکن

۱۷۔ معرفۃ المجروحین فی المحدثین ابی حاتم محمد بن حبان

۱۸۔ الکامل فی ضعفاء الرجال ابی احمد عبداللہ بن عدی

۱۹۔ کتاب الضعفاء والمتروکین ابی الفتح محمد بن حسین ازدی

۲۰۔ کتاب الضعفاء حاکم کبیر اَبی اَحمد محمد نیشاپوری

۲۱۔ کتاب الضعفاء والمتروکین اَبی الحسن علی بن عمر دارقطنی

۲۲۔ کتاب الضعفاء ابی حفص عمر بن اَحمد بن شاہین

۲۳۔ کتاب الضعفاء ابی نعیم اصفہانی

۲۴۔ کتاب الضعفاء ابی بکر ابن عربی

۲۵۔ کتاب الضعفاء والمتروکین واسماء الضعفاء والوضاعین ابی الفرج ابن جوزی

۲۶۔ کتاب الضعفاء ابی الفضل حسن بن محمد صاغانی

۲۷۔ دیوان الضعفاء والمتروکین حافظ شمس الدین ذھبی

۲۸۔ المغنی فی الضعفاء ذہبی

۲۹۔ میزان الاعتدال ذہبی

۳۰۔ الضعفاء علاالدین علی بن عثمان ماردینی ابن ترکمانی

۳۱۔ لسان المیزان حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی

۳۲۔ قانون الموضوعات محمد طاہر فتنی ہندی (۱)

(۱) الحدیث الضعیف وحکم الاحتجاج بہ ص ۳۸۰ تا ۳۸۷۔

مأخذ و مدارک

۱۔قرآن مجید
۲۔الکافی
۳۔الدرایہ شہید ثانی (رض)
۴۔الدرایۃ فی علم مصطلح الحدیث شہید ثانی (رض)
۵۔اصول علم الرجال
۶۔معجم الرجال
۷۔مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث
۸۔الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث
۹۔اصطلاحات المحدثین
۱۰۔الحدیث الضعیف .عبدالکریم بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخضیر
۱۱۔الفوائدالرجالیہ
۱۲۔الرواشح السماویۃ
۱۳۔مقباس الہدایۃ فی علم الدرایۃ۔
وکتب دیگر

حقیر نے قواعد علم الحدیث کو حوزۂ علمیہ قم المقدسہ میں تدریس کیا ہے قارئین

کے استفادہ کی خاطر مزید مطالب کا اضافہ کیا ہے۔

علامہ شیرازی صاحب کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ قلمی آثار

۱۔ وضوء النبی ﷺ

۲۔ صلوۃ النبی ﷺ ہمارے نبی ﷺ کی نماز

۳۔ مستند المناظرین (بہ زبان فارسی)

۴۔ پاسخ بہ شبہات واعتراضات بہ عزاداری امام حسین علیہ السلام (بہ زبان فارسی)

۵. أجوبة الأسئله

۶. الشهادة الثالثة (عربی)

۷۔ دفع الشبہات عن الامام المہدی علیہ السلام

۸۔ عزاداری امام حسین علیہ السلام

۹۔ فضائل الصلوات

۱۰۔ کردار بنو امیہ

۱۱۔ فضائل الشیعہ

۱۲۔ صراط النجاۃ

۱۳۔ قواعد الحدیث واصطلاحاتہ

۱۴۔ عقائد الشیعہ

۱۵۔ الموضوعات

۱۶۔ وتالیفات دیگر